HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

کلاسیکی اُردو غزل میں منہدی کا تذکرہ

THE POETIC REFERENCES TO HENNA IN CLASSICAL URDU GHAZALS

سمیرا نذیر
پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

Sumaira Nazeer
Ph.D Scholar, Department of Urdu,
Govt. College University, Faisalabad.

ڈاکٹر سعید احمد
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

Dr. Saeed Ahmad
Associate Prof., Department of Urdu,
Govt. College University Faisalabad

ABSTRACT:

Allah loves beauty and created humans with a flair for adornment. Women, in particular, have a strong inclination towards beauty and makeup. In South Asian culture, the "Solah Shringar" (16 Adornments) are a traditional way for women, especially brides, to enhance their beauty. These adornments include kajal, sindoor, mehndi, jewelry, and clothing. Mehndi, or henna, is an integral part of this tradition, and is often applied intricately on the bride's hands and feet.The concept of Solah Shringar has been a popular theme in Urdu poetry, used to describe the beauty and charm of the beloved.

Key words : Beauty, Adornments, Makeup, South Asian culture, Urdu poetry, Jewelry

اللہ تعالیٰ پوری کائنات کا خالق و مالک ہے۔اس نے کائنات میں رنگ بھرنے کے لیے بے شمار نعمتوں، مخلوقات اور چیزوں کو احسن طریقے سے تخلیق کیا۔اللہ تعالیٰ کی یہ صفات میں شامل ہے کہ وہ جمالیات کو پسند کرتا ہے۔اس لیے اس نے ہر چیز کو خوبصورت بنایا ہے۔

حدیث مبارکہ ہے کہ

”ان اللہ جمیل یحب الجمال“[۱]

ترجمہ:(بے شک اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔)

اللہ تعالیٰ کی اس صفت کی جھلک اُس کی تخلیق کردہ اشرف المخلوقات میں بھی واضح نظر آتی ہے۔ فطری طور پر انسان بھی جمال پرست ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ ہر وقت وہ اسی کوشش میں لگا رہتا ہے کہ وہ خوبصورت نظر آئے۔انسان خود کو پُرکشش اور خوبصورت بنانے کے لیے بہت جتن کرتا ہے۔خود کو حسین و جمیل بنانے کے لیے وہ مختلف چیزوں کا استعمال کرتا ہے۔خود کو بنا سنوار کے رکھتا ہے۔انسان خوبصورت نظر آنے کے لیے اچھے لباس کا

انتخاب کرتا ہے۔ خوشبو لگاتا ہے بال بناتا ہے تاکہ وہ خوبصورت نظر آئے جو کہ اس کی فطرت میں شامل ہے۔ انسان جمال پرست ہے اور یہ خوبصورتی ہی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ حُسن اور خوبصورتی اس کو کشش کرتی ہے اور اپنی طرف کھینچتی ہے۔ انسان خوبصورتی کا ہی قائل ہے چاہے وہ کوئی بچہ ہو، عورت ہو، کوئی منظر ہو یا دُنیا کی کوئی بھی چیز انسان ہمیشہ خوبصورت چیز کی ہی طرف مائل ہوتا ہے اور اسے ہی پسند کرتا ہے۔ انسان کی ظاہری خوبصورتی اس کا بناؤ سنگھار اس کی شخصیت کو نکھار دیتا ہے۔

کسی بھی تہذیب کی ترقی میں عورت کا خاص کردار ہے۔ کسی بھی معاشرے کی خوبصورتی اور نفاست پیدا کرنے میں عورت کا اہم حصہ ہے۔ عورت جمال پرست ہوتی ہے اس لیے وہ خود بھی خوبصورت بننا پسند کرتی ہے اور اپنے آس پاس کا ماحول بھی خوبصورت کرنا پسند کرتی ہے۔ خواہ وہ خاندان کی زندگی ہو، گھریلو کام کاج ہو، آرائش و زیبائش ہو، لباس، زیورات یا کسی بھی تہوار کی رسومات ہوں۔ اس کو خوبصورت بنانے اور نکھارنے میں عورت کا بڑا کردار ہے۔ کسی بھی تہذیب کو نکھارنے اور زندگی میں عورت کے وجود کے بارے میں غلام اکبر ملک اپنی کتاب عورت کا مقدمہ (اسلام کی عدالت میں) میں لکھتے ہیں کہ

"بساطِ زیست سے اگر عورت کا وجود اُٹھالیا جائے تو رنگ و بو کی یہ حسین دُنیا محض معمورۂ خاک بن کر رہ جائے گی۔" [۲]

معاشرے کی ترقی اور خوبصورتی میں عورت کا ایک اہم حصہ ہے۔ عورتیں جہاں اپنی عقل اور ہنر مندی سے ماحول کو نکھارتی اور خوبصورت بناتی ہیں وہاں وہ اپنی خوبصورتی اور حسن و جمال کے بارے میں بھی بہت حساس اور فکر مند رہتی ہیں۔ اپنی خوبصورتی کو نکھارنے کے لیے عورتیں سو جتن کرتی ہیں۔ ہر عورت اپنی تہذیب کے اندر رہتے ہوئے اپنے رسم و رواج کے مطابق خود کو خوبصورت بنانے کے لیے اپنا بناؤ سنگھار کرتی ہیں۔ عورت کو خوبصورت دِکھنے کے لیے مختلف چیزوں کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ عورت کو اپنا حسن نکھارنے کے لیے اچھے لباس، زیورات اور ہر طرح کے بناؤ سنگھار کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ عورتوں کے بناؤ سنگھار کے لیے سب سے اہم اور ضروری چیز سولہ سنگھار ہے۔ سولہ سنگھار برصغیر پاک و ہند میں خواتین کے بناؤ اور زیب و زینت کے لیے استعمال ہونے والے سولہ کلاسیکی طریقے ہیں جو جدید کاسمیٹکس صنعت کے آنے سے پہلے کم و بیش ہر طبقے کی خواتین اپنی آئندہ نسلوں کی لڑکیوں کو تعلیم دیتی تھیں۔

سولہ سنگھار میں کون سے اجزا شامل ہیں اور یہ کس طرح عورت کے حسن کو نکھارنے میں مددگار ثابت ہوئے ہیں۔ شان الحق حقی فرہنگِ تلفظ میں سولہ سنگھار کے بارے میں لکھتے ہیں کہ :

"سولہ سنگھار / سنگھار نسوانی آرائش حسن کے روایتی اجزا ہیں جن میں اُبٹن، منجن، انجن، تیل، کنگھی، مسی، لالی، لاکھا، منہدی، گجرا، مالا، بندیا، تل، اُرگجہ، اُبرن (ابھرن)، دستر (لباس) شامل ہیں۔" [۳]

مختلف لوگوں نے سولہ سنگھار کے کچھ اجزا کو تبدیل کر کے سولہ سنگھار پورے کیے ہیں۔ ہر ایک محقق کے پاس ان اجزا میں اضافے یا ترمیم کی گنجائش موجود ہے۔

سیّد احمد دہلوی فرہنگِ آصفیہ میں سولہ سنگھار کی مختصر تعریف اور کچھ اجزا کے نام کے بارے میں یوں لکھتے ہیں کہ :

"ہر ہفت، ہفت و نہ، وہ نہ، وہ سولہ طرح کی آرائش و زینت جو ہندوستان کی عورتوں سے مخصوص اور اشیاء کے بناؤ میں داخل ہے، جیسے سُرمہ، مسی، کاجل، کنگھی چوٹی، مانگ پٹی، گہنے، کپڑے کی سجاوٹ، چوڑی، منہدی وغیرہ۔" [۴]

مختلف لوگوں نے سولہ سنگھار کے اجزاء کے بارے میں اپنی اپنی آراء پیش کی ہیں۔

ورلڈ انسائیکلوپیڈیا (وکی پیڈیا Wikipedia) پر سولہ سنگھار کو کچھ یوں بیان کیا جاتا ہے :

مانگ کا ٹیکا

مانگ میں سیندور کی دھار

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

بندیا

آنکھ کا کاجل

جھمکا یا بالی

ناک کی نتھنی

کلائی کی چوڑیاں

ہاتھ کی انگوٹھیاں

ہتھیلی اور دوسرے حصوں پر مہندی کی نقاشی

کمر بند

بازو بند

عطر یا خوشبو

گجرا

پائل/پازیب

بچھیا(ہیر کی انگوٹھی)

ہار''[۵]

مندرجہ بالااقتباس میں سولہ سنگھار کے اجزاء گنوائے گئے ہیں۔ تقریباً ہر ایک کے ہاں یہ اجزاء ملتے جلتے ہیں۔ ہر محقق کے پاس تقریباً زیادہ تر اجزاء ایک ہی ہیں۔

سولہ سنگھار برصغیر کے شعرا کا ایک محبوب موضوع رہا ہے۔ تمام شعراء نے عورت کے حسن کو مزید نکھارنے کے لیے اپنی شاعری میں سولہ سنگھار کا سہارا لیا ہے۔ کلاسیک کے ساتھ ساتھ جدید شاعری میں بھی شعراء نے سولہ سنگھار کی عکاسی اپنے اشعار میں کی ہے، جیسے کہ ''اظہر ناظر'' نے اپنی ایک غزل میں محبوب کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے کہ تیری سادگی میں تیری خوبصورتی کا یہ عالم ہے جو تجھے سولہ سنگھار میں دیکھ لے اس کا کیا حال ہو گا۔ شعر ملاحظہ کیجیے:

''تیری بھی سادگی پر جو مرمٹے ہیں جاناں
جو دیکھتے سولہ سنگھار کدھر کو وہ جاتے''[٦]

سولہ سنگھار کو ہر دور میں زمانے کے لحاظ سے مختلف لوگوں نے اضافے یا ترمیم کے ساتھ پیش کیا ہے۔ ہر دور میں سولہ سنگھار میں تھوڑی بہت ردوبدل کی گئی۔ اُوپر سولہ سنگھار کے اجزاء اور ان کی ترتیب کے بارے میں کچھ لوگوں کی آراء پیش کی گئی ہیں۔ دورِ حاضر میں جو عام ریسرچ کے مطابق سولہ سنگھار کے اجزاء سامنے آتے ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ ماتھے کا ٹیکا

۲۔ کاجل

۳۔ جھمکا/بالی

۴۔ ناک کی نتھلی

۵۔چوڑیاں

۶۔منہدی

۷۔کمر بند

۸۔بازوبند

۹۔عطر/خوشبو

۱۰۔جھومر

۱۱۔پازیب

۱۲۔پاؤں کے زیور

۱۳۔سیندور

۱۴۔ہاتھ کی انگوٹھی

۱۵۔گجرا

۱۶۔گلے کا ہار

سولہ سنگھار عورت کی خوبصورتی کو نکھارنے کا ایک کلیہ ہے۔ عورت صنفِ نازک ہونے کے ساتھ شروع سے ہی خوبصورتی اور حسن کا استعارہ ہے، جہاں بھی خوبصورت اور حسن کا ذِکر ہو گا وہاں ہر اِک کے ذہن میں مردوں سے پہلے عورتوں کا خیال آتا ہے۔ اُردو شاعری یا غزل کی بات کی جائے تو "غزل" کا مطلب ہی عورتوں کے متعلق باتیں کرنا ہے۔ اس لیے کلاسیکی غزل ہو یا جدید غزل اس میں عورت کا حسن عورت کی خوبصورتی اور اس خوبصورتی کو نکھارنے کے لیے سولہ سنگھار جیسے موضوعات شعراء کرام کے محبوب موضوعات رہے ہیں۔ ہر دور کے شعراء نے عورت کو اپنی شاعری کا مرکز بنایا۔ غزل دراصل عورت کے لیے ہی لکھی جاتی ہے اور اس کا مفہوم بھی یہی ہے، جہاں عورت یا عورت کی خوبصورتی کا ذِکر ہے وہاں سولہ سنگار کا ذِکر ضرور ملتا ہے۔ نسوانی حسن کا نقطہ آخر سمجھا جانے کی وجہ سے سولہ سنگھار نے شروع ہی سے شاعروں، مصوّروں اور گیت نگاروں کا دل موہا ہے۔ قدیم ہندی اور سنسکرت ادب سے لے کر معاصر اُردو ادب تک جگہ جگہ اس کی تعریف اور ذِکر ملتا ہے۔

کلاسیکی غزل میں سولہ سنگھار کی کس طرح عکاسی کی گئی ہے۔ شعراء کرام نے عورت کی خوبصورتی، حسن اور اس کے حسن کو نکھارنے کے لیے کس طرح سولہ سنگھار کا سہارا لیا ہے۔ کلاسیکی اُردو غزل میں سولہ سنگھار میں سب سے اہم سنگھار منہدی کو تصور کیا جاتا ہے۔

منہدی

منہدی سولہ سنگھار کا ایک اہم ترین جُز ہے۔ حنا کے بغیر تو عورت کا سنگھار ادھورا رہتا ہے۔ کلاسیکی غزل میں عورت کے حسن کو بیان کرنے کے لیے شعراء کرام نے منہدی کو بہت خوبصورت طریقے سے استعمال کیا ہے۔ کلاسیکی دور میں صرف ہندی کو ہاتھوں اور پاؤں پر لگانے کا رواج تھا لیکن دورِ حاضرہ میں عورتیں اپنی خوبصورتی کو نکھارنے کے لیے ہاتھ پاؤں بازوؤں اور حتیٰ کہ آدھی آدھی ٹانگوں پر بھی مختلف ڈیزائنوں سے منہدی لگواتی ہیں۔ کلاسیکی دور میں شعراٗ کرام نے اپنے کلام میں عورت کا رُوپ نکھارنے کے لیے کس طرح منہدی کا سہارا لیا ہے، پیشِ خدمت ہے۔

گستاخ ہو کے منہدی تیرے قدم لگی ہے
کس رنگ سوں کہوں میں اس بے ادب کی شوخی [۷]

ولی دکنی اس شعر میں اپنے محبوب کی قدر و قیمت ہر چیز سے بالاتر کرتے ہوئے منہدی کو کوس رہا ہے کہ یہ منہدی جو تیرے پاؤں پر لگی ہے یہ بہت گستاخ ہے۔ منہدی کی اس گستاخی کی وجہ سے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ منہدی حسن کو نکھارتی ہے یا اچھی لگتی ہے۔

کیا ہے ساقی عشرت بہار اُلفت سوں
حنائے پنجۂ رنگیں نگارِ پائے قدح [۸]

اس شعر میں شاعر محبوب کے ہاتھ پاؤں پہ لگی منہدی کی خوبصورتی کو بڑے احسن طریقے سے پیش کر رہا ہے۔

پامال غم ہوا ہے مرا دل نہ جانیے
ہاتھوں سے کس کے پاؤں میں تیرے حنا لگ [۹]

مرزا محمد رفیع سودا اس شعر میں اپنے محبوب سے شکوہ کر رہے ہیں کہ مت پوچھو کہ میرے دل میں کتنا غم ہے اور میں کتنا دُکھی ہوا ہوں جب مجھے پتا چلا کہ میرے محبوب نے کسی غیر کے ہاتھوں سے اپنے پاؤں پہ منہدی لگوائی ہے۔ اسے کسی غیر کا اپنے محبوب کے پاؤں پر منہدی لگانا اچھا نہیں لگا۔

کیا چاہیے تجھے یہ سرانگشت پر حنا
جس بے گناہ کے خون چاہیں ڈبو لیاں [۱۰]

سودا کی شاعری میں منہدی کا ذِکر بہت زیادہ ملتا ہے۔ کہیں انھوں نے اپنے محبوب کے منہدی لگے ہاتھوں کی تعریف کی تو کہیں اُنگلیوں پہ لگی منہدی کو خندق سے تشبیہ دیتے ہوئے خندقی اُنگلیاں کہتا ہے۔ کہیں وہ اپنے محبوب کے پاؤں کی تعریف کرتا ہے۔ مرزا محمد رفیع سودا کے ہاں جگہ جگہ منہدی کا تذکرہ ملتا ہے۔ سودا کے کلام میں منہدی کی رنگارنگی اس قدر دکھائی دیتی ہے کہ ان کی ایک غزل کی ردیف ہی ''حنا'' ہے۔

کب کسی دل سوختا سے ساز کرتی ہے حنا
ان دِنوں ہاتھوں پہ تیرے ناز کرتی ہے حنا
فی الحقیقت دست تیرے ہیں یدِ بیضا سے خوب
تیرے ہاتھوں کو کوئی ممتاز کرتی ہے حنا
جس پر اپنے نہیں گل کے تئیں اتنا غرور
جو تیرے ہاتھوں پہ اب ناز کرتی ہے حنا
دیکھ کر جو مر گئے ہیں تیری پوروں پر حنا
باندھیو ہاتھوں میں جا کر ان کی گوروں پر حنا
دستِ رنگین کی تمہارے دھوم ہے چاروں طرف
ان دِنوں آفاق میں ہے زور شوروں پر حنا

یوں گراں ہے عہد میں اس یار فندق بند کے
ہاتھ آتی ہے جہاں میں اب کروڑوں پر حنا
یوں لگا فندق تو اے مشاطہ اس کے ہاتھوں میں
اس صفائی سے لگے ہرگز نہ ڈوروں پر حنا
دل نہ دوں اس کو یہ طاقت ہے تو اب مجھ میں نہیں
کیا کروں سوداؔ ہے اس کی اب تو زوروں پر حنا [۱۱]

مرزا محمد رفیع سوداؔ نے بہت خوبصورت انداز سے حنا کو ردیف بنا کر خوبصورت غزل بیان کی ہے، جس طرح عورت سولہ سنگھار کر کے اپنے حسن کو نکھارتی ہے۔اسی طرح سوداؔ نے اپنی شاعری میں خوبصورت ردیف، علم البیان، علم البدیع اور طرح طرح کی اصطلاحات کے ساتھ سولہ سنگھار کو اپنی شاعری میں شامل کر کے اپنی شاعری کو نکھارا ہے۔

نظیر اکبر آبادی اُردو ادب کے ایک معروف شاعر ہیں۔ان کی تمام شاعری ادب میں بہت مقبول ہوئی۔وہ اپنی شاعری میں اپنے محبوب کا حسن، لباس اور محبوب کے پیکر بڑی خوبصورتی سے بیان کرتے ہیں۔نظیرؔ نے اپنے محبوب کی خوبصورتی کو بیان کرتے ہوئے سامانِ آرائش و زیبائش کو اپنی شاعری میں بڑے احسن طریقے سے استعمال کیا۔نظیر اکبر آبادی اپنے کلام میں محبوب کے منہدی لگے ہاتھوں کا تذکرہ بڑے عمدہ طریقے سے کرتے ہیں۔

وہ ہاتھ ہیں کہ ستم کریں یہ بہاروں کی عجب ہو جب
کبڑے ان میں سونے کے ڈالیے حنا ان میں خوب رچایئے [۱۲]

نظیر اکبر آبادی نے منہدی کو اپنے محبوب کے بناؤ سنگھار اور خوبصورتی میں اضافے کے لیے اپنے مختلف اشعار میں استعمال کیا ہے۔

دیکھا نظیرؔ میں نے چمن میں جو آپ کو
منہدی اُبھرے ہاتھ دکھائے اور چلے گئے [۱۳]

منہدی کے بارے میں نظیر کا ایک اور شعر ہے کہ

حنا اس ہاتھ سے بندھ کر کھلی ہے ایسی کچھ جس سے
پری کے ہاتھ کی منہدی بھی اپنے ہاتھ میں ملتی ہے [۱۴]

نظیر اکبر آبادی نے اپنے کلام میں منہدی کو اپنے محبوب کے بناؤ سنگھار اور اس کی خوبصورتی کو چار چاند لگانے کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ انھوں نے منہدی کو محبوب کے ہاتھوں اور پاؤں میں اس کو حسن کو نکھارنے میں استعمال کیا ہے۔

غلام ہمدانی مصحفی غزل کے نمائندہ شاعر ہیں۔ انھوں نے اُردو ادب کی دُنیا میں اپنی پہچان اپنی غزل کے بل بوتے پر ہی بنائی۔ اس کی غزل کا لب و لہجہ منفرد ہے۔ مصحفی شاعری کا فطری ملکہ رکھتے تھے۔ انھوں نے اپنی شاعری میں سولہ سنگھار کا بہت منفرد طریقے سے ذِکر کیا ہے۔ انھوں نے محبوب کے ہاتھوں میں لگی منہدی کو اپنے خون کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔ ان کے ہاں منہدی سے رنگے ہوئے ہاتھ اصل میں اپنے عاشق کے دل کا خون کیے ہوئے ہاتھ ہیں۔

ہمارے قتل کو وہ پنجۂ خود دستِ حنائی تھا
ہمیں خوں میں ملا رنگ حنا کے ہاتھ کیا آیا [۱۵]

مصحفی نے اپنے محبوب کے ہاتھ میں لگی ہوئی منہدی کو اپنے قتل ہونے کے مترادف کہا ہے۔ ان کے نظریے میں محبوب اپنے منہدی والے ہاتھ دکھا کر ان کا قتل کر رہا ہے۔

ان حنائی ہاتھوں کو پردے میں رکھ بہر خدا
مفت میں ظالم کسی کا ورنہ خوں ہو جائے گا [۱۶]

اس شعر میں مصحفی اپنے محبوب کو کہہ رہے ہیں کہ اپنے منہدی لگے ان خوبصورت ہاتھوں کو چھپا کر رکھو ورنہ ان کو دیکھ کر کسی کی موت ہو جائے گی۔

رات سے اے مصحفی کچھ خون ہی روتا ہے تو
سچ تو کہہ ، کس کے حنائی تو نے دیکھے دست و پا؟ [۱۷]

مصحفی اس شعر میں بھی خود سے مخاطب ہوئے یہی کہہ رہے ہیں کہ رات کا تیرا دل خون کے آنسو رو رہا ہے اور تو اتنے غم میں مبتلا ہے مجھے سچ سچ بتا کہیں تو نے کسی کے منہدی لگے ہاتھ پاؤں تو نہیں دیکھ لیے۔ مصحفی نے اپنے کلام میں منہدی کو خون کے معنوں میں ہی کیا ہے۔ معحفی کے کلیات میں تقریباً پچاس سے زائد اشعار منہدی کے موضوع پر ملتے ہیں تقریباً ہر شعر میں معحفی نے محبوب کے منہدی لگے ہاتھوں کو اپنی موت اور خون سے تعبیر کیا ہے۔

خواجہ حیدر علی آتش رومان پرور شاعر ہیں۔ آتش غزل کے بہت خوبصورت شاعر ہیں وہ اپنی شاعری میں خوب صورت ردیفوں بحروں کا استعمال بہت اچھے سے کرتے ہیں وہ اپنی شاعری میں رنگیں الفاظ، حسین خیالات اور سولہ سنگھار کا استعمال بہت احسن طریقے سے کرتے ہیں، انھوں نے اپنی شاعری میں منہدی کے موضوع پر بہت خوبصورتی سے لکھا ہے۔

منہدی ہاتھوں میں ملی تو نے حوالے دریائے حسن
انگلیاں رنگ حنا سے شاخِ مر جان ہوگئیں [۱۸]

آتش کے کلام میں منہدی کا رنگ بہت چڑھا ہوا ہے ان کے ہاں پچاس سے زائد اشعار ایسے ملتے ہیں جس میں منہدی کا ذکر ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

آرائش ان کی قتل کرے ہم کو بے گناہ
درکار منہدی گندھے کو ہو خون شہد کا [۱۹]

آتش اپنے محبوب کی آرائش وزیبائش اور سج دھج کو اپنی موت سے تعبیر کرتے ہیں ان کے نزدیک محبوب کا حسن وہ برداشت نہیں کر سکتے اس سے ان کا قتل ہو سکتا ہے۔ ناسخ اردو غزل کے عظیم شاعر ہیں۔ ناسخ کے کلام کی یہ خوبی ہے کہ وہ اپنے محبوب کے احساسات اور جذبات کے بیان کی بجائے اپنے محبوب کے ظاہری حسن پر زیادہ بات کرتے ہیں۔ ان کے ہاں محبوب کے دل، جذبات اور احساسات کی بجائے اس کا لباس، اس کا بناؤ سنگھار زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اس لیے وہ اپنی شاعری میں محبوب کے ہاتھوں کی منہدی کا بہت خوبصورتی سے ذکر کرتے ہیں۔

کس قدر ہے آپ کے دست حنائی کا اثر
لیتے ہیں چٹکی میں رنگ آیا لب سو فار پر [۲۰]

ناسخ اپنے محبوب کے ہاتھوں پر لگی ہوئی منہدی کے لیے خندق کا لفظ استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

جو تیری انگلی ہے خندق سی شمع طور ہے
تو اگر ہوتا یدِبیضا سے بیعت مانگتا [۲۱]

ناسخ اپنے محبوب کے ہاتھوں پر لگی منہدی کو خوبصورت طریقے س اپنے کلام میں استعمال کرتے ہیں۔ وہ اپنے محبوب کے منہدی لگے ہاتھوں کو کہیں حنائی ہاتھ اور کہیں خندقی انگلیاں کہتا ہے، ان کے ہاں ان الفاظ کی بہت رنگینی ہے مرزا غالب اردو شاعری کا سرمایہ ہے۔ ان کی شاعری میں جو محبوب کا تصور حسن ملتا ہے وہ بہت ہی دلچسپ اور دل آویز ہے وہ اپنے محبوب کا پیکر بیان کرنے میں بڑی مہارت رکھتے ہیں۔ انہوں نے محبوب کی منہدی کا احاطہ بڑی فنکاری کے ساتھ کیا ہے انہوں نے اپنی شاعری میں محبوب کے ہاتھوں پر لگی منہدی کا ذکر بڑی مہارت سے کیا ہے۔

اچھا ہے سر انگشت حنائی کا تصور
دل میں نظر آتی ہے اک بوند لہو کی [۲۲]

غالب کے ہاں محبوب کے منہدی لگے ہاتھ پاؤں ان کے لیے ظلم کا پہاڑ ڈھاتے ہیں۔ جگہ جگہ غالب محبوب کی منہدی کو خون سے تعبیر کرتے ہیں۔

خوں ہے دل خاک میں احوال بتاں پر یعنی
ان کے ناخن ہوئے محتاجِ حنا میرے بعد [۲۳]

غالب نے اپنے کلام میں مختلف جگہ پر اپنے محبوب کے حنائی دست و پا کا ذکر کیا ہے۔

مومن خان مومن اردو غزل کا ایک عظیم شاعر جسے غزل کے میدان میں ہر جگہ سراہا جائے گا۔ وہ دراصل حقیقت کے شاعر ہیں ان کے پاس مبالغہ آرائی کا عنصر بہت کم پایا جاتا ہے۔ ان کے ہاں موضوعات کی بوقلمونی تو نہیں ان کی شاعری میں عشق و عاشقی، معاملہ بندی، اشک و حسرت اور حسن و جمال

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

جیسے موضوعات خوبصورتی سے پائے جاتے ہیں۔انہوں نے اپنی زندگی میں جو کچھ محسوس کیا اس کو اپنے کلام کے سانچے میں ڈھال دیا۔ وہ اپنے کلام میں محبوب کے ہاتھوں کی منہدی سے مرعوب ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

رنگین ہے خون سر سے وہ ہاتھ آج کل
جس ہاتھ سے وہ دستِ حنائی آج شب [۲۴]

مومن بھی دیگر شعراء کی طرح محبوب کے ہاتھ پاؤں پہ لگی منہدی کو عاشق کے ساتھ ظلم سے تعبیر کرتے ہیں۔

شوخ تھا رنگ حنا میرے لہو سے سو ہے
قتل اغیار سے کیا ہاتھ تیرے ہار لگا [۲۵]

مومن منہدی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

تو نے وہاں لگائی منہدی
یاں دل میں لگی نگار آتش [۲۶]

مومن خان مومن محبوب کے دست و پا میں لگی منہدی کو خون کے مانند قرار دیتا ہے۔اس شعر میں لیتا ہے کہ اس طرف محبوب نے ہاتھوں میں منہدی لگائی اور اس طرف میرے دل میں آگ لگ گئی۔

منہدی عورت کے بناؤ سنگھار کا ایک اہم حصہ ہے اور سولہ سنگھار کا ایک اہم جز ہے۔عورت کے حسن اور خوبصورتی کو نکھارنے میں منہدی کا ایک اہم کردار ہے۔کلاسیکی دور سے لے کر آج تک منہدی عورت کے حسن کو مزید نکھارنے کا ایک اہم استعارہ ہے۔کلاسک دور سے لے کر مختلف شعراء نے اپنے کلام میں منہدی کو اپنے کلام کا حصہ بنایا ہے۔منہدی اور سولہ سنگھار کا اہم حصہ کہا جائیں تو غلط نہ ہوگا۔سولہ سنگھار میں سے منہدی ہاتھ پاؤں کے آرائش و زیبائش اور سنگھار کے لیے استعمال ہوتی ہے۔محبوب کے ہاتھوں پر لگی منہدی ہمیشہ سے ہی عاشق کے لیے توجہ کا مرکز رہی ہے۔زمانۂ قدیم سے لے کر آج تک عورتیں منہدی کا استعمال کرتی آئی ہیں۔کسی شاعر کے ہاں منہدی سے سجے ہاتھ پاؤں خوبصورت اور دِلکش ہیں اور کسی نے محبوب کے منہدی لگے ہاتھوں کو اپنے جگر کے خون سے لت پت پایا تو کوئی اسے اپنے عاشق پر ظلم کے طور پر دیکھتا ہے۔ کلاسیکی دور سے لے کر آج تک تقریباً ہر شاعر نے اپنے کلام میں محبوب کے ہاتھ پاؤں پر لگی منہدی کو اپنا موضوع بنایا ہے۔ولی دکنی، مرزا محمد رفیع سودا، حیدر علی آتش، ناسخ، نظیر اکبر آبادی، مرزا غالب، میر تقی میر اور مومن خان مومن جیسے عظیم شعرا نے اپنے کلام میں منہدی کو موضوع بنایا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ صحیح مسلم ۱/۰۲

۲۔ غلام اکبر ملک، عورت کا مقدمہ (اسلام کی عدالت میں)، لاہور: جنگ پبلشرز، ۱۹۹۱ء، ص ۲۰

۳۔ شان الحق حقی، فرہنگِ تلفظ (نستعلیق ایڈیشن)، اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان، ۲۰۱۷ء، ص ۴۷۳

۴۔ سیّد احمد دہلوی، مولوی، فرہنگِ آصفیہ (جلد سوم)، لاہور: اُردو سائنس بورڈ، ۲۰۱۰ء، ص ۱۳۰

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

۵۔ https://ur.wikipedia.org

۶۔ اظہر ناظر، کانچ کی نگری، اسلام آباد: پورب اکادمی، ۲۰۱۳ء، ص ۱۱۲

۷۔ ولی دکنی، کلیاتِ ولی (باردوم)، دہلی (ہند): انجمن ترقی اُردو، ۱۹۴۵ء، ص ۱۹۰

۸۔ ایضاً، ص ۱۹۰

۹۔ مرزا رفیع سودا، کلیاتِ سودا (جلد اوّل)، لکھنؤ: مطبع منشی نول کشور، ۱۹۳۲ء، ص ۱۶۴

۱۰۔ ایضاً، ص ۱۱۸

۱۱۔ ایضاً، ص ۳۷

۱۲۔ نظیر اکبر آبادی، انتخاب غزلیاتِ نظیر اکبر آبادی، مرتبہ: ملک زادہ منظور احمد، اُتر پردیش، اُردو اکادمی، لکھنؤ: ص ۱۱۱

۱۳۔ ایضاً، ص ۱۱۸

۱۴۔ ایضاً، ص ۱۱۵

۱۵۔ مصحفی ہمدانی، کلیاتِ مصحفی (جلد اوّل)، مرتبہ: ڈاکٹر نورالحسن نقوی، دہلی: مجلس اشاعتِ ادب، ۱۹۶۷ء، ص ۱۸

۱۶۔ ایضاً، ص ۶۶

۱۷۔ ایضاً، ص ۵۰

۱۸۔ حیدر علی آتش، کلیاتِ آتش، لکھنؤ: منشی نول کشور، ۱۹۲۹ء، ص ۱۵۶

۱۹۔ ایضاً، ص ۳۳۷

۲۰۔ امام بخش ناسخ، کلیاتِ ناسخ (جلد دوم)، ترتیب و تحشیہ: یونس جاوید، لاہور: مجلس ترقی اُردو، ص ۱۳۶

۲۱۔ ایضاً، ص ۷۷

۲۲۔ مرزا اسد اللہ خاں غالب، دیوانِ غالب، تحقیق و ترتیب: یوسف مثالی، لاہور: ص ۲۹۰

۲۳۔ ایضاً، ص ۱۰۶

۲۴۔ مومن خان مومن، کلیاتِ مومن، مرتبہ: ڈاکٹر مسیح الزمان، الٰہ آباد: رام نرائن لال بنی مادھو، ۱۹۷۱ء، ص ۸۱

۲۵۔ ایضاً، ص ۵۲

۲۶۔ ایضا، ص ۹۲